قرآنی اسلوب زندگی کی روشنی میں

خاندان کے سماجی تعلقات اور روابط کا مطالعہ

محمد اکرم ھریری[1]

خلاصہ:

خاندان معاشرہ کے بنیاد ہے۔ خاندانی نظام دراصل انسانی معاشرے کی فطری اکائی ہے۔ جو نسل انسانی کی بقا اور ترقی کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ باہمی روابط کو اعتماد اور استحقام فراہم کرتا ہے۔ خاندان کا کام لوگوں کی روحانی اور دماغی سلامتی کو برقرار رکھنا ہے۔ انسانیت کی ابتدائی تاریخ سے لیکر آج تک اس کائنات میں مرد اور عورت دونوں نے خاندان کو تشکیل دے کر ایک دوسرے کیساتھ زندگی گزارتے ہوئے حسن و بصیرت سے اپنے سماجی تعلقات اور روابط کو جلا بخشی۔ اور اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ خاندان اگر بکھر جائے تو اس کا عذاب معاشرہ کو جھیلنا پڑتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے جگہ جگہ پوری بصیرت اور صراحت کے ساتھ خاندانی نظام کے تصور کو واضع کیا ہے تمام خاص و عام یہاں تک انبیاء کرام علیھم السلام کی یہی کوشش رہی ہے کہ خاندان کا نظام اتنا پائیدار اور مستحکم کریں کہ کوئی بھی اس میں انتشار پیدا نہ کر سکے۔

کلیدی الفاظ: خاندان، قرآن کریم، معاشرہ، نسب

خاندان کی تعریف

مختلف نظریوں اور زاویوں سے خاندان کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں سے بعض سطحی ہیں اور بعض عمیق۔ خاندان اردو زبان کا لفظ ہے جسے انگلش میں فیملی اور عربی میں ''الاسرۃ'' پنجابی میں ٹبرّ اور سرائیکی میں گھرانہ کہتے ہیں۔ اسے دیگر کئی ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے جیسے۔

''کنبہ، قبیلہ اور برادری۔ الاسرۃ کئی معانی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے خاندان، قیدی، کسی

[1]۔ پی ایچ ڈی سکالر اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

بات کو پوشیدہ رکھنا، مضبوط اور پختگی، ترتیب و تنظیم مگر معروف معنی خاندان میں لیا جاتا ہے۔ عربی میں اس کا متبادل لفظ" العائلہ " اردو میں عائلی زندگی کو خاندانی زندگی کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔اس کا ایک اور معنی بھی ہمیں عربی سے ملتا ہے جیسے اھل اور یہی لفظ قرآن حکیم میں خاندان کے متبادل استعمال کیا گیا ہے"۔[1]

جبکہ میرے ناقص علم کے مطابق بوجود تلاش کے خاندان کے جامع مفہوم کے لئے "الاسرہ"استعمال نہیں ہوا۔جہاں بھی خاندان کوذکر کرنا مقصود ہوا وہاں "اھل"کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے۔جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِذْ رَأَى نَاراً فَقَالَ لأَهْلِهِ ٱمْكُثُوٓاْ إِنِّيٓ آنَسْتُ نَاراً [2]

جب آگ کو دیکھا تو اپنے گھر والوں کو کہنے لگے تم یہیں ٹھرو، میں آگ لے کر آتا ہوں۔

إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ [3]

بلاشبہ اللہ تعالی ارادہ رکھتے ہیں کہ تم سے نجاست کو دور کریں اے نبی کے گھرانے والوں۔

قَالَ يٰنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ [4]

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے نوحؑ! تیرا بیٹا تیرے خاندان سے نہیں کیونکہ اس کے کام درست نہیں۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ ٱللَّيْلِ [5]

پس رات کے اندھیرے میں اپنے گھر والوں کو لے کر چلیں جائیں۔

---

[1]۔اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار، مقالہ براء ے پی ایچ ڈی، حافظ حسین مقالہ نگار،ڈاکٹر نصیر اختر، نگران مقالہ، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، ص ۱۷

[2]۔طہ : ۱۰

[3]۔الاحزاب ۳۳

[4]۔ھود ۴۲

[5]۔ھود ۸۱

وَلاَ تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلاَّ ٱمْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ ٱلْغَابِرِينَ[1]

غم نہ کیجئے ،بلاشبہ ہم آپ کو اور آپکے گھر والوں کو نجات دیں گے سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والیوں میں سے ہے۔

ان مذکورہ قرآن کریم کی آیات مبارکہ میں لفظ "اھل" الاسرہ کے مفہوم کو اس طرح ادا کر رہی ہیں کہ موسیٰؑ کی زوجہ متحرمہ اور ان کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال کیا گیا۔ دوسری آیت میں نبی ﷺ کے گھر والوں کے لئے اہل بیت استعمال کیا گیا ہے گویا گھر میں رہنے والے افراد خاندان ہی ہوتے ہیں۔ اگلی آیت میں نوحؑ کو بتلایا گیا آپ کا بیٹا آپ کے خاندان سے نہیں۔ اگلی آیت میں بھی اھل سے مراد گھر کے افراد کا ذکر فرمایا گیا ہے جو کہ اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ خاندان کے لئے قرآن کریم میں لفظ "اھل" کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔

کئی ایک مفکرین اور سلف صالحین نے بھی خاندان کی تعریفات کی ہیں مگر ہم صرف تین کا ذکر کرتے ہوئے بات آگے بڑھاتے ہیں۔

ابو جعفرؒ بیان کرتے ہیں۔

الاسره اقارب الرجل من قبل آبيه[2]

باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں کو السرۃ خاندان کہا جاتا ہے۔

ابن عابدین خاندان کی تعریف درجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں ۔

اهله زوجته وقالا يعنى صاحبى ابى حنفية كل من فى عياله و نفقته غير مماليكه لقوله تعاليج فنجيناه واهله اجمعين[3]

ابن عابدین کے ہاں کسی شخص کا خاندان، اسکی بیوی، اور گھر کے افراد ہیں ۔

گورڈن مارشل نے خاندان کی تعریف اس طرح کی ہے:

An intimate domestic group made up of people related to one another by bonds of blood, sexual making or

[1] ۔العنکبوت ۳۳

[2] ۔ الذبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۴، ۱۳/۳

[3] ۔الردالمختار شرح تنویر الابصار فی فقہ الحنفیہ مع حاشیہ ابن عابدین، دار الفکر بیروت ،۱۳۸۶ط ثانیہ ، ۴۵۲/۵

legal ties, it has been a very resilient social unit that has survied and adobted through time[1]

خاندان کی ضرورت واہمیت

خاندان کے افراد کی عافیت اسی میں ہے کہ قرآنی اسلوب زندگی کے دائرے میں رہیں اور سطحی جذبات سے متاثر نہ ہوں۔ جس قدر ہماری پہچان اور شناخت خاندان کی نسبت زیادہ ہوگی اتنا ہی اس پاکیزہ اور مخلصانہ تعلقات میں ہم کشش پیدا کرتے ہوئے ہر ناپائیداری کا خاتمہ کر سکیں گے۔ جیسا کہ کچھ لوگوں کا اندازہ ہے کہ خاندانی مجموعے کا ایک ہی وجہ جنسی خواہش ہے۔ خواتین و حضرات صرف اسی وجہ سے پابند ہیں کہ ایک دوسرے کے تعلقات کا احترام کریں۔ جبکہ اسلام میں اس کی اساس اس سے بالا تر اہم چیز پر استوار ہے۔ جس کی آشنائی بحثیت مسلم ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ تاکہ خاندان میں سے کوئی بھی ان اہم سماجی روابط اور تعلقات کے اصولوں سے منحرف نہ ہو۔

خاندان کے اہم ترین اعضا یعنی میں بیوی دونوں کو فہم ہونا چاہئے کہ اب وہ الگ الگ نہیں بلکہ ایک جان دو قالب ہوگئے ہیں اور خاندان میں مزید اضافہ اولاد کی شکل میں دونوں کے لئے برابر اہمیت رکھتا ہے اور ان کے مابین روابط کا خوشگوار رکھنے کے لئے والدین کو کلیدی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے خاندان میں ازدواجی زندگی کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بُنِيَ بِنَاءٌ فِي الْإِسْلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ التَّزْوِيجِ[2]
>
> ابی جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد جن چیزوں میں رکھی گئی ہے ان اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ازدواجی زندگی ہے۔

یعنی قرآنی اسلوب زندگی کی روشنی سے ازدواج کی بنیاد سے بڑھ کر زیادہ پسندیدہ بنیاد نہیں

[1] عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، خالد رحمٰن، سلیم منصور، ،انسٹی ٹیوٹ آف پالسی سٹڈی اسلام آباد ص ۷۴، ط ۲۰۰۷
[2] من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۳۸۳۔ شیخ صدوق، موسہ الاعلمی للمطبوعات بیروت.

ڈالی گئی کیونکہ خاندان میں یہ روابط کی پہلی اساس ہے۔اور اگر یہ قرآنی اسلوب زندگی سے مزین ہو تو خاندان کبھی انتشار کا شکار نہیں ہوگا۔اس بامقصد خاندان کی تشکیل دینے سے پہلے ضروری ہے کہ نیک اور باسیرت میاں /بیوی اانتخاب ہو۔ کیونکہ پوری زندگی اور آنے والی نسلوں کی پرورش انہی کے ہاتھوں میں ہے۔اسی لئے میاں /بیوی کے انتخاب کرنے کا ایک معیار اس کی خاندان کی اصالت ہے۔یعنی نہ صرف زوج کا ایمان اور اخلاق قرآنی اسلوب زندگی کے مطابق ہونا دیکھا جائے بلکہ ان کے خاندان کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ کیونکہ خاندان کی صفات نئی نسل میں منتقل ہوتی ہے۔اس لئے حقیقی، متقی اور پسندیدہ صفات جیسے شجاعت و کرامت کے مالک خاندان میں شادی کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اخْتَارُوا لِنُطَفِكُمْ فَإِنَّ الْخَالَ أَحَدُ الضَّجِيعَيْنِ[1]

اسی طرح روابط اور تعلقات کو توڑنے والی کے خاندان میں شادی کرنے سے روکتے ہوئے فرمایا:

قَالَ لِلنَّاسِ إِيَّاكُمْ وَ خَضْرَاءَ الدِّمَنِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ مَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ قَالَ الْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُ فِي مَنْبِتِ السَّوْءِ[2]

لوگو! تم لوگ خضراء دمن سے بچو۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خضراء دمن سے کیا مراد ہے؟! تو فرمایا: وہ خوبصورت عورت جو برے گھر اور ماحول میں پلی ہو۔

خاندانی تعلقات و روابط کے آداب

قرآن مجید نے کئی مرتبہ خاندانی امور، تعلقات و روابط اور اس کی حفاظت کے بارے میں ارشاد فرمایا: میاں بیوی پاکدامن ہوں اور نامحرم کیساتھ ہنسی مذاق نہ کریں کیونکہ خاندان کی عزت اور عظمت اسی میں ہے۔ اسی طرح خاندان کی چاردیواری اور معاشرے کی عفت اور

[1]۔ نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، ج۱۴، ص ۱۷۴ بیروت، مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، ۱۴۰۸

[2]۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج۳، ۳۹۱، شیخ صدوق، موسہ الاعلمی للمطبوعات بیروت

حرمت کے تجاوز کرنے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے خاندانی تعلقات وروابط کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ.[1]

اے ایمان والو! ضروری ہے تمہاری کنیزیں اور وہ بچے جو ابھی حدّبلوغ کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں تم سے اجازت لیکر کمرے میں داخل ہوا کریں؛ فجر کی نماز سے پہلے، دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، اس کے بعد ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے میں نہ تم پر کوئی حرج ہے اور نہ ان پر۔ اللہ تعالی اس طرح تمہارے لئے نشانیاں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔

جب بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اجازت لیا کریں۔ جس طرح پہلے (ان سے بڑے) لوگ اجازت لیا کرتے تھے۔ ان آیات سے درج ذیل نکات حاصل ہوتے ہیں:

۱. جب بیوی کیساتھ خلوت میں بیٹھنے لگو تو بچوں کو بغیر اجازت اندر آنے سے منع کریں۔

۲. کبھی بھی ماں باپ نازک لباس(sleeping dress) میں بچوں کے پاس نہ جائیں۔ نہ باپ کو حق پہنچتا ہے کہ نامناسب لباس پہن کر بچوں کے سامنے آئے اور نہ ماں کو۔ تاکہ معمولی سی بھی تحریک آمیز منظر اولادوں کے سامنے پیدا نہ ہو۔

[1] سورہ نور، ۵۹-۵۸

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے:

لا یجامع الرجل امرئة وفی البیت صبی فانّ ذالک یورث الزنا [1]

کسی شخص کو حق نہیں ہے کہ وہ ایسے کمرے میں بیوی کیساتھ ہمبستری کرے جس میں بچہ بیدار ہو، کیونکہ یہ منظر بچے کا فساد اور فحشاء کی طرف انحراف کا باعث بنتا ہے۔

اور امام صادقؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا غَشِيَ امْرَأَتَهُ وَ فِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ مُسْتَيْقِظٌ يَرَاهُمَا وَ يَسْمَعُ كَلَامَهُمَا وَ نَفَسَهُمَا مَا أَفْلَحَ أَبَداً إِذَا كَانَ غُلَاماً كَانَ زَانِياً أَوْ جَارِيَةً كَانَتْ زَانِيَة [2]

اس ذات کی قسم جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے؛ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرے اور اس کمرے میں کوئی بچہ جاگ رہا ہو اور ان دونوں کو دیکھ رہا ہو اور ان دونوں کی آواز اور سانسوں کو سن رہا ہو، تو وہ پیدا ہونے والا کبھی نیک انسان نہیں ہو گا، اگر وہ بچہ ہو تو زانی ہو گا اور اگر بچی ہو تو زانیہ ہو گی۔

خاندانی روابط کے اصول

شوہر اور بیوی کا باہمی

اللہ تعالی نے تشکیل خاندان سے پہلے میاں بیوی کے درمیان کچھ یوں محبت اور مودت ایجاد کی ہے کہ جس کے بغیر دونوں کو سکون نہیں ملتا۔ یہی محبت ہے جس کی وجہ سے مرد اور عورت ازدواجی زندگی میں داخل ہونے کیلئے قدم اٹھاتے ہیں۔ خاندان کے عناصر کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کے تقاضوں کی تکمیل کی دعوت دی گئی ہے۔ ارشاد تعالیٰ

---

[1]۔ حرّ عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج ۱۴، ص ۹۴. قم، آل البیت، ۱۴۱۴ہجری

[2]۔ الکافی، ج ۵، ص ۵۰۰۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی التوفی ۳۲۸ھ

ہے۔

وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ مِنَ ٱلْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهْراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيراً [1]

وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسبی اور سسرالی رشتہ عطا فرمایا۔ تیرا رب قدرت والا ہے۔

اس آیت کریم میں اللہ کریم نے انسانیت کی تخلیق اور اس کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا اس کے ماں باپ بہن بھائیوں (نسبی) رشتے بنائے اور جب بلوغت کو پہنچا تو نکاح کے بندھن سے جڑے ساس سسر اور دیگر رشتوں کے ساتھ جوڑتے ہوئے خاندان اور خاندان سے خاندانوں کی تشکیل فرمائی۔ اس خاندان کی تشکیل کو سورہ النساء میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

يٰأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَآءً وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِ وَٱلأَرْحَامَ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً [2]

اے لوگوں اللہ سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا، پھر اس سے جوڑے بنائے اور کئی مرد اعورتوں کو ان سے پھیلا دیا۔ اللہ تعالی سے ڈرتے رہو جس نے تم سے سوال کرنا ہے رشتہ داروں کے بارے میں۔ بلاشبہ تمہارا ہر ایک چیز پر نگران ہے۔

خاندان میں میاں بیوی، ماں باپ، اولاد، بھائی بہن اور خونی رشتہ دار تشکیلی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ان کے باہمی تعلقات کی فطری اور سماجی حیثیت کو نمایاں کرتے ہوئے ان کی ذمہ داریوں کو بھی واضح فرما دیا ہے۔ انسان من پسندی جب ان روابط اور تعلقات میں بے اعتدالی اور پیچیدگی پیدا کرتا ہے تو قرآن پاک ہمارے قلوب واذھان کو اعتدال کی دعوت دیتا ہے۔ اور جذ وقتی نفسانی خواہشات کے مقابلہ میں دائمی اصول فطرت کی پابندی کا مطالبہ کرتا

[1] الفرقان ۵۴

[2] النساء ۱

ہے۔تاکہ روابط اور تعلقات میں اعتدال پیدا کر کے معاشرے کو انتشار اور تنزلی سے محفوظ رکھتے ہوئے ابدی ترقی کا شعور دیا جا سکے۔ کیونکہ انسانیت کی فلاح و بہبود اور عزت توقیر نفسانی خواہشا کے حصول میں نہیں بلکہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے قوانین کی بجاآوری میں پوشیدہ ہے۔ لہذا ان خاندانی سماجی روابط، تعلقات، آپس کے رشتوں اور ناطوں کے تقاضوں کی تکمیل میں اپنے جذبات و تمناوں کو معیار نہ بنایا جائے بلکہ خالق کائنات کے مقرر کردہ ضابطوں اور حدود کو معیار بنایا جائے اور اسی کی روشنی میں معاشرتی خاندانی روابط کی تشکیل و ترتیب اور اتباع کی جائے۔

ایک شخص نے حضرت رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس ازدواجی کام نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے کہ ایک اجنبی مرد اور اجنبی عورت ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں ہیں، جیسے ہی عقد ازدواج میں داخل ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کیلئے انتہائی محبت اور پیار کرنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ازدواجی امر کی بنیاد کو خدا نے انسانی فطرت میں رکھا ہے جس کی ضرورت کو اپنے اندر شدت سے احساس کرتے ہیں، اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ [1]

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبانِ فکر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

اور مستدرک کی روایت ہے۔

الصَّدُوقُ فِي الْهِدَايَةِ، عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ مِنْ سُنَّتِي التَّزْوِيجُ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي [2]

محبت خدا تعالی کی عظیم عنایت ہے کہ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فخر کرتے

---

[1]۔ روم ۲۱.

[2]۔ مستدرک الوسائل، ج ۱۴، ص ۱۵۲۔۔ ایضا

ہوئے فرمایا: نکاح میری سنت ہے جو بھی اس سنت سے منہ پھیرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہو گا۔

قرآن مجید نے بھی اس کام کی طرف شوق دلاتے ہوئے فرمایا:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[1]

اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے باصلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ اگر وہ فقیر بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں مالدار بنادے گا کہ خدا بڑی وسعت والا اور صاحب علم ہے۔

نسب کی حفاظت

ایک قریبی گھریلو گروہ جو خونی رشتے، جنسی رفاقت یا قانونی بندھن کی بناپر ایک دوسرے سے مربوط ہونے کی اساس پر وجود میں آیا یہ ایک بہت لچک دار سماجی اکائی رہا ہے جو زمانے کے مختلف ادوار میں ہم آہنگ ہو کر باقی رہا۔ اللہ کریم نے خاندان اور نسب کی حفاظت کا اتنا اہتمام کروایا کہ آزاد، غلام اور لونڈیوں کے نکاح کو اس قدر اہمیت دی کہ ان کے سربراہوں اور سرپرستوں کو اپنے قرآن کریم کے ذریعے پابند کر دیا کہ خاندان کے ان روابط کو مستحکم اور قانونی بنایا جائے اور ان کے نسب اور نسل کے تحفظ کے لئے ایک سے چار تک نکاح کا اہتمام کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تُقْسِطُواْ فِي ٱلْيَتَامَىٰ فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلاَّ تَعُولُواْ[2]

اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر

[1] نور ۳۲
[2] النساء ۳

سکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں، دو دو، تین تین اور چار چار سے نکاح کر سکتے ہیں۔اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو تو انصاف قائم نہیں رکھ پاو گے تو ایک بیوی ہی کافی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

یامعشر الشباب من استطاءمنکم الباءة فلیزوج فانه اغض للبصرواحض للفرج وض لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء[1]

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضروری شادی کرے۔ شادی نظر کو خوب جھکانے والی اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص شادی کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے یہ اس کی شہوت کو ختم کر دیں گے۔

مزید ارشاد فرمایا۔

اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتیق الله فی مابقی[2]

جب بندہ شادی کر لیتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیا ہے۔ لہذا اسے چاہیے کہ اپنے آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

اللہ کریم کے پیارے نبی ﷺ نے خاندان کے اس تعلق کو مزید جلا بخشنے کے لیے حوصلہ دلایا ہے کہ۔

ثلاثة حق الله عونهم المجاهد فی سبیل الله والمکاتب الذی یرید الاداء و الناکح الذی یرید العفاف[3]

تین بندوں کی مدد کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے ایک مجاہد اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے، دوسرا مکاتب غلام جو طے کردہ رقم ادا کرتے ہو اپنی آزادی چاہتا ہے۔

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری دارالسلام ریاض ۱۹۹۷ کتاب النکاح ۱۹۰۵

۲۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد الھیثمی، نور الدین، علی بن ابی بکر، تصویر دار الکتاب العربی بیروت ط ثانی ۱۹۸۷، ۲/۱، ۱۴۰۲

۳۔ سنن ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع الترمذی، دارالسام ریاض ط اولیٰ ۱۴۱۷ھ

تیسرا جو پاکیزگی کے حصول کے لئے نکاح کرتا ہے۔

اللہ کریم نے خاندان کے سماجی تعلقات کو مضبوط اقدار فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ[1]

اور اپنے گھروں میں ٹھری رہو۔

اس لئے خاندان کے سماجی روابط و تعلقات کا مثبت پہلو اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے۔ کہ تعلیم و تربیت کا دائرہ کار وسیع کیا جائے۔ اسلام کے خاندانی نظام میں عورت کو غیر معمولی حیثیت دی گئی ہے۔ ماں کی گود سے لے کر اعلی اداروں میں تربیت تک عورت ماں کا کردار ایک مسلمہ حیثیت رکھتا ہے۔ خاندانی روابط و تعلقات اس خاندان کے سماج کے ساتھ مضبوط ہوتے ہیں جن کی پہلی تربیت گاہ جو کہ ماں کی گود کی شکل میں ہوتی ہے۔ مثالی ہو۔ اعلی و اکمل اور پڑھے لکھے خاندان کے لئے اس طرح کی فہم و فراست رکھنے والی مدبرہ خواتین کی ضرورت ہے جن کے لئے اسلام کا مقرر کیا ہوا ضابطہ موجود ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہ کر کے اپنی ذمہ داریوں کو بحسن صورت بجالانے میں اپنا کردار کریں۔

خاندان کے سماجی روابط میں مرد کا احساس ذمہ داری

علامہ طباطبائی (رح) فرماتے ہیں:

فالنساء هن الركن الاول والعامل الجوهری للاجتماع الانسانی[2]

خواتین خاندانی اجتماع کی تشکیل اور استحکام کی اصلی اور واقعی سنگ بنیاد ہیں۔

اس عظیم جذبہ کو خدا نے عورت کے وجود میں قرار دیا ہے اور اسے آرام و سکون کا باعث قرار دیا ہے۔ اور اس رکن اصلی کی حفاظت اور حراست کو مردوں کے ذمہ لگایا ہے، کیونکہ خدا نے مرد میں وہ توانائی اور قدرت پیدا کی ہے جس کے ذریعے وہ اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کہہ رہا ہے۔

---

[1] الاحزاب ۳۳

[2] ۔ المیزان، ج ۴، ص ۲۲۳.

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّهُ[1]

مرد عورتوں کے حاکم اور نگراں ہیں ان فضیلتوں کی بنا پر جو خدا نے بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بنا پر کہ انھوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔ پس نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی اور ان کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے۔

مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ اور ازدواجی زندگی میں مادی ضرورتوں کو پورا کرنا بھی مردوں کے ذمہ لگایا اور ناموس کی حفاظت اور دفاع بھی مرد پر واجب کر دیا، جس کیلئے وہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتا۔

خاندانی زندگی اور اس کی حفاظت

ایک کامیاب زندگی وہ ہے جس میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے پر راضی اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں اپنے آپ کو برابر کے شریک جانتے ہوں۔ اور یہ رؤوف ورحیم اللہ کی انسانوں پر بہت بڑی مہربانی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان وہ محبت ڈال دی جس کی وجہ سے دونوں میں فداکاری کا جذبہ موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ دونوں میاں بیوی ان اسباب سے پرہیز کرتے ہیں جو ان میں جدائی کا باعث ہوں۔ اور دونوں کی یہی خواہش رہتی ہے کہ اس رشتے کی بنیادیں مستحکم تر ہوں، اور آیہ شریفہ "وجعل بينكم مودة ورحمة" کا مصداق بنیں۔ آیہ شریفہ میں مودت سے کیا مراد ہے ؟ مفسرین نے تین احتمال ذکر کئے ہیں:

۱۔ مودت یعنی ازدواجی زندگی کے آغاز میں ایک دوسرے سے مرتبط ہونے کا شوق، لیکن ممکن ہے زندگی کو دوام بخشنے یا آخر تک پہنچانے میں دونوں میں سے کوئی ایک ناتوان اور ضعیف ہو جائے۔ اور دوسرے کی خدمت کرنے پر قادر نہ ہو۔ اس طرح رحمت بھی

۲۔ مودت کا جانشین بنے گی۔ یہ دونوں اس قدر ایک دوسرے سے عشق و محبت رکھتے ہیں کہ

[1]۔ نساء ۳۴

اگر کوئی اور آکر اس ناتوان کی مدد کرے تو اس مدد گار کا بھی احترام کرنے لگتے ہیں۔اور یہ دونوں ایک دوسرے کے خاطر اپنے آپ کو آب و آتش میں ڈال دیتے ہیں تاکہ دوسرا آرام و راحت میں رہے۔ جبکہ اس وقت نہ خواہشات جنسی اور شہوانی درکار ہے اور نہ کوئی جوانی مسائل۔اس ضعف اور ناتوانی کے دور میں فقط ایک دوسرے کی حفاظت اور نگہداری ان کیلئے زیادہ اہم ہے۔
۳۔ محبت بڑوں سے ہوتی ہے جو ایک دوسرے کی خدمت کر سکے لیکن رحمت چھوٹوں کیساتھ مربوط ہے کہ جو رحمت کے سائے میں پرورش پاتے ہیں۔ چنانچہ ایک مفسر لکھتا ہے "ارحموا صغارکم"(تم اپنے چھوٹوں پر رحم کریں) محبت و مودت غالباد و طرفہ ہوتی ہے لیکن رحمت یک طرفہ۔ لیکن کسی بھی معاشرہ،اجتماع یا خاندان کی بقاء متقابل خدمات پر منحصر ہے جو باہمی محبت و مودت ہی سے ممکن ہے نہ محبت سے"۔[1]

سماجی تعلقات اور خاندانی پردہ:

آج ہمارے سماج میں یہ بات معروف ہے کہ فلاں خاندان بڑا پردے دار ہے۔ حالانکہ قرآنی اسلوب زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے۔ یہ مہذب خاندانوں کی علامت ہے اور انہی مہذب خاندانوں کی وکالت کرتے ہوئے قرآن حکیم نے سماجی رابطوں کو وسعت دیتے ہوئے تحفظ فراہم کیا۔ اپنی تحفظات میں سے ایک ''پردہ'' ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

المراہ عورہ فاذا خرجت استشرفها هوالشیطان[2]

عورت نام ہی پردے کا ہے جب عورت گھر سے باہر قدم رکھتی ہے تو شیطان اسے دیکھتا ہے۔

اس طرح ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

المراہ عورہ فاذا خرجت استشرفها هوالشیطان واقرب ماتکون من و جهه ربها اذا هی فی قعربیتها[1]

[1]۔ تفسیر نمونہ، ناصر مکارم شیرازی،ایڈیٹر صفدر حسین نجفی،ج۱۶،ص،۳۹۱،مصباح القران ٹرسٹ۔
[2]۔ سنن ترمذی۔ کتاب ارضاع،ح ۱۰۹۳

عورت پردے کو کہتے ہیں جب یہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے دیکھتا ہے
اور عورت اپنے گھر کے اندر سب سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

عورت کے سماجی روابط کو مزید وسعت دیتے ہوئے خاندان میں نیابت کے فرائض سونپ دیئے گئے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

كلكم راع وكلكم مسؤل عن رعيته الامام راع و مسؤل عن رعيته والرجل فى اهله وهو مسؤل عن عتيه والمرءة راعيته فى بيت زوجها و مسؤ لة عن رعتها- والخادم راع فى مال سيده و مسؤل عن رعينه [2]

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک جواب دہ ہے۔امام امیر تم میں سے ہر ایک ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے افراد گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کا سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا و مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کا مال کا حساب ہو گا۔

عورت کے مزید خاندانی اور سماجی بندھن اور تعلقات کی نوعیت کو واضح کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

خير متاع الدنيا لذوجها وافضل معلمة لولدها واوفى راعبة كثرف بيتها [3]

شوہر کے لیے بیوی دنیا کی بہترین چیز ہے اس کے بچوں کی معلمہ ہے اور اس کے گھر کو سنبھالنے والی ہے۔

ایک اور مولف نے عورت کے خاندان کے ساتھ تعلق کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ
"نوع انسان کی تربیت کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے ذمہ، قدرت نے ایک ایسا اہم فریضہ عائد کیا ہے جس سے مرد کبھی بھی عہدہ برآنہیں ہو سکتا۔ نسل انسانی کو جنم دینے اسکی پرورش

---

[1]۔ ابن خذیمہ اسلمی، محمد بن اسحاق صحیح ابن خذیمہ، تحقیق محمد الاعظمی المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۰

[2]۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، ح ۸۱۳۸

[3]۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، القاہرہ ۱۹۳۲ ۲/۵۱۶-۵۳۰

کرنے اور پر ان چڑھوانے کے عورت کو مرحلہ وار چار مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ان میں سے ہر ایک مرحلہ عورت کے کافی مشکل ہے"۔[1]

حیثیت اور تعلقات

تربیت اولاد

خاندان میں مرد اور عورت کے تعلق کے بعد سب سے اہم امر بچوں کی تربیت اور بزرگوں کی نگہداشت ہے۔ کسی بھی معاشرے اور ماحول میں بچے معاونین میں شمار ہوتے ہیں اس لئے ان کی خاص نہج پر تربیت کی جاتی ہے۔

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا[2]

مال اور اولاد دنیا کی زینت ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا کہ آزمائش بھی ہیں۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ[3]

اور جان لو بلاشبہ تمہارا مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش/فتنہ ہے۔

اور آخری بات بندہ جب دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو صدقہ جاریہ میں اسکی نیک اولاد ہے۔ لہذا خاندان سے اولاد کا اہم تعلق ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ قرآن ہمیں اسلوب زندگی سکھلاتا ہے۔ خاندان میں سربراہ کی آفاقی حیثیت ہے اور اس خاندان کی شناخت کا بہترین ذریعہ اس خاندان کے بچے اور اولاد ہیں۔

خاندانی تعلقات اور روابط

خاندانی تعلقات اور روابط کا مطلب ہے کہ مرد عورت کے تعلقات مستحکم ہوں۔ سربراہ خاندان اس طرح کا ہو کہ ہر فرد خواہ کسی بھی شعبہ زندگی سے اس کا تعلق ہو اس کے فصیلوں کا پابند ہو۔ جس خاندانی نظام میں مرد عورت کے تعلقات پر پابندی نہ ہو بچے خاندان کا لازمی جزو نہ

---

[1]۔ فریدی وجدی آفندی، مترجم ابوالکلام آزاد، مسلمان عورت، ص ۱۲، المکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل

[2]۔ الکھف ۴۶

[3]۔ الانفال ۲۸

ہوں اور بزرگوں کا احترام نہ ہو، رحم دلی اور شفقت کی فضا نہ ہو تو وہ خاندان بے راہ روی اور انسانی ہمدردی سے خالی ہوتی ہے۔ جیسا کہ خالد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

> معاشرتی استحقام کی بنیاد خاندانی ہم آہنگی پر ہے علمائے معاشرے کے مطابق خاندانی ہم آہنگی، فرد کی جذباتی تحفظ کا باعث بنتی ہے۔ عصر حاضر کے معاشرتی انحطاط کا سبب خاندان کا بدنظمی کا شکار ہونا بھی ہے۔ جنسی تعلقات میں افراط و تفریط، کثرت طلاق، ضبط تولید اور بڑھاپے کا شکار افراد سے نفرت وہ برائیاں ہیں جنہوں نے استحکام و سکون کو ختم کر رہا ہے۔ اور عصر حاضر کا انسان اکثر و بیشتر ان خوبیوں سے عاری دکھائی دیتا ہے۔[1]

قرآن اسلوب زندگی ہمیں خاندانی تعلقات کی بجاآوری تقوی اور واحدانیت سکھلاتی ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔

> يٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَآءً وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِ وَٱلأَرْحَامَ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً[2]

> اے لوگوں اللہ سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا، پھر اس سے جوڑے بنائے اور کئی مرد اعورتوں کو ان سے پھیلا دیا۔ اللہ تعالی سے ڈرتے رہو جس نے تم سے سوال کرنا ہے رشتہ داروں کے بارے میں۔ بلاشبہ تمہارا ہر ایک چیز پر نگران ہے۔

خاندان اور سماجی اقدار سے تعلق

ہم لوگ جتنا زیادہ خاندان کی اہمیت پر زور دیں گے اتنا ہی زیادہ خاندانوں کو بنانے سنوارنے اور برقرار رکھنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا ماحول فسق و فاجور سے اٹ چکا ہے جس میں بے اعتدالی،

[1] اسلام معاشرتی نظام، خالد علوی، الفصیل اردو بازار لاہور ۹۰-۸۳

[2] النساء ۱

جنسی بے راہ روی، اور دیگر اخلاقی برائیوں نے جنم لیا ہے آج سماجی طور پر کوئی بھی شخص اپنے کندھوں پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا جس کا تقاضا خاندان کی سماجی زندگی کرتی ہے۔

کثرت ازواج:

اسلام کی آفاقیت میں ممتاز پہلو اس کا خاندانی نظام ہے پھر اس خاندان کی سب سے اچھی خوبی نکاح ہے۔ جس کے ذریعے وہ لوگ پاکیزگی اختیار کرتے ہیں۔ نکاح کے ذریعے سے اللہ نے انسان کے جنسی روابط کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ اسلام کے خاندانی نظام کی خوبی یہ ہے کہ اس نے اس سماجی اور بنیادی حق نکاح پر لوگوں کو اکسایا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں جنسی خواہشات کے ضمن روابط کو قانونی حیثیت فراہم کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا[1]

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتامیٰ کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو گے تو جو تمہیں اچھی لگے دو دو، تین تین اور چار چار کے ساتھ نکاح کر لو۔ اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ انصاف نہیں کر پاؤ گے تو ایک ہی کافی ہے۔

والدین سے تعلقات:

انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان کے استحقام اور اسکے تحفظ کے لئے بڑا زور دیا گیا ہے۔ خاندانی تعلقات کا مثبت انداز نہج پر ادا کرنا اللہ کریم کا احسان ہے اور بندہ اسی صورت سے شگر گزاری کر پاتا ہے کہ وہ اللہ کریم کے بتائے ہوئے ضابطوں اور راوبطوں کو کماحقہ، سرانجام دینے کی کوشش کرے۔ اسی طرح خاندانوں کے منفی تعلقات اور روابط اللہ کی ناشکری کے ساتھ ساتھ معاشرتی بگاڑ کا بھی سبب بنتے ہیں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔

[1] النساء ۳

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ[1]

اور اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے ہم جنس بیویاں بنائیں اور اس نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے پوتے عطافرمائے۔ بہترین چیزیں تمہیں کھانے کو عنایت فرمائی۔ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

اسلام میں خاندان نظام اور ان کے سماجی تعلقات کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

۱۔ رحم (رشتہ داری) اور صلہ رحمی

۲۔ ولایت و نظم و نسق

خاندان تعلقات میں اس وقت بگاڑ آتا ہے جب اولاد اطاعت نہیں کرتی تو اس صورت میں قطع رحمی گھر اور خاندان کے نظام کو توڑنا اور والدین کی نافرمانی کا ہونا معمولی بات بن جاتی ہے۔

رحم: قرآن مجید نے صلہ رحمی پر بہت زور دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت کو مزید قطع رحمی کی صورت میں نقصانات کو واضح کرتے ہوئے نمایاں کیا گیا ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔

وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا[2]

اللہ سے ڈرو جس نے تم سے رشتہ داری کے معاملات پر سوال وجواب کرنا ہے۔

والدین سے مشاورت کی حیثیت سے تعلقات:

انسان اس دنیا میں دیئے ہوئے مختلف لوگوں سے مشاورت کرتا ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد سے بلوغت تک اولاد کی کفالت و دیگر تعلیم و تربیت سمیت ذمہ داریاں ان کے والدین سرانجام دیتے ہیں۔ بچہ جب بڑا ہو کر بالغ ہو جاتا ہے تو اسے جیون ساتھی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور کسی بھی خاندان کے اندر یہ مسئلہ سب سے بڑا ہوتا ہے اس اہم مسئلہ پر اگر والدین اور دیگر خاندان کے اہم افراد سے مشاورت نہ کی جائے تو خاندانی سماجی روابط میں ایسا بگاڑ پیدا ہتوا ہے کہ بعض انسان کو معاشرے اور

[1] ۔ النحل ۷۲

[2] ۔ النساء ۱

مکمل خاندان سے الگ تھلگ کر دیتا ہے۔ خاندان کے جن افراد سے مشاورت کی جائے ان میں سے والدین ایک ایسی ہستی ہیں جن کا مشورہ مخلصانہ اور منفعت بخش ہونے کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے پیش آمدہ نقصانات کے احتمال سے محفوظ ہوتا ہے۔ خاندانی تعلقات اور سماج سے اچھے روابط کے پیش نظر مشاورت کے اس عمل کو بہت ہی سوچ سمجھ کر سرانجام دیتے ہوئے شادی بیاہ کے فیصلے کیے تاکہ زندگی بحسن صورت گذر سکے اور اہم سماجی روابط میں بھی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ[1]

ان سے مشورہ کرو کسی بھی معاملے میں اور جب عزم وارد ہو جائے تو اس کام کو کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ رکھیئے۔

رہا مسئلہ کہ خاندان کے دو اہم اعضا اولاد اور والدین کے مابین تعلقات کے قرآنی اسلوب زندگی کا تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

لا نكاح الا بولى[2]

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں۔

اس طرح نبی ﷺ نے خاندانی تعلقات کی مضبوطی کے پیش نظر اسے انتشار سے بچانے کے لیے ارشاد فرمایا:

ايما امراة نكحت بغيراذن موليها فنكا مها باطل ثلاث مرات ، فان دخل بها مالمهر لهابما اصاب منها فان تشاجردافالسطان ولى من لاولى له[3]

---

[1] ۔آل عمران ۱۵۹

[2] ۔سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء لا نکاح ال بولی، ح ۱۱۰۲

[3] ۔ایضا

جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے آپ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔ اگر مرد اس عورت کے ساتھ ہم بستری کرے تو اس پر مہر کی ادائیگی واجب ہے جس کے بدلے اس نے عورت کی شرمگاہ چھوا ہے اگر اولیاء کا آپس میں اختلاف ہو جائے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکمران ہے۔

ان سماجی روابط کے سلسلہ میں ہونے والے اختلاف کو ختم کرنے کا حل فقط یہی ہے کہ شریعت اسلامیہ کے طے کردہ اسلوب زندگی کی روشنی میں لڑکی کی رضامندی قبل از نکاح دریافت کر لی جائے۔ اور اس پر تمام خاندان کے افراد باہم مشاورت سے ایسا حل نکالیں جو کہ خاندان کی مضبوطی عزت اور عظمت کا سبب بنے اس کی رضامندی معلوم کرنے کا طریقہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والبکر تستاذن فی نفسها واذ نهاصماتها[1]

کنواری لڑکی سے اجازت (مشورہ) لیا جائے اور اسکی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔

والدین کی وفات کے بعد خاندان کے سماجی تعلقات اللہ کریم کا بنایا ہوا نظام زندگی ہے جس کے تحت ہر کسی نے اس دنیا فانی سے رخصت ہونا ہی ہے۔ والدین کے فوت ہو جانے کے بعد سب سے پہلا حق ان کا اولاد اور خاندان پر یہ ہے کہ ان کی وصیت پوری کریں۔ اور قرض کی ادائیگی کریں۔ اور بہت سے امور جو ضرورت طلب ہیں۔ یہیں اختتام کرتے ہیں ۔

حاصل مقالہ یہ ہے کہ خاندان وہ پہلی درس گاہ اور بنیادی مکتب ہے کہ جو بچے کو دینی اور اجتماعی اقدار سکھا سکتا ہے تاکہ ایک ناسازگار اور تنہا رہنے والا فرد نہ بن سکے۔ لہٰذا خاندان کا فریضہ ہے کہ افراد خاندان کے لئے باہم سماجی روابط اور تعلقات کا قرآنی منہج و اسلوب واضح کرتے ہوئے ان کو تربیت فراہم کرے اور اس میں خود اعتمادی صلاحیتوں کو فعلیت تک پہنچانے اور پھلنے پھولنے کے احساسات کو بیدار کرے۔ خاندان کے افراد کی عافیت اسی میں ہے کہ قرآنی اسلوب زندگی کے دائرے میں رہیں

[1] صحیح مسلم ،ابو موسیٰ مسلم بن حجاج القشیری ،کتاب النکاح ، باب استئذان السیب فی النکاح بالنطق و بکر بالسکوت ،ح ۱۴۱۹، دارالسلام ریاض ۱۹۹۷

اور سطحی جذبات سے متأثر نہ ہوں۔ قرآنی اسلوب زندگی سے آشنائی بحثیت مسلمان ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ تاکہ خاندان میں سے کوئی بھی ان اہم سماجی روابط اور تعلقات کے اصولوں سے منحرف نہ ہو۔